ڈاکٹر محمود احمد غازی کی قانون سازی میں خدمات کا جائزہ

* محمد اکرم ساجد

Dr. Mehmud Ahmed Ghazi is a well known contemporary religious scholar. He is considered a multi-dimensional personality. As a teacher, writer, analyst, administrator and jurist he did well in every walk of life with devotion and patience. He desired to renaissance the Muslim Ummah as dreamed by Sheikh Ahmed Sirhindi, Shah Wali Allah and Allama Muhammad Iqbal. Dr. Ghazi working at many administrative and influential posts did his best to modify colonial constituted constitution today operative at Pakistan. Islamic/ ideological council of Pakistan is a forum where Dr. Ghazi remained its member for eight years. He visualized the law making authorities and law enforcing agencies to make closer to Islam. He peeped into the burning issues and provided their solutions according to Quran and Sunnah. He touched common man's problems analyzed them and searched its answers in the light of Islamic laws, practiced during Holy Prophet's days and rightly guided Khulafa (R.A). This paper is going to elaborate his efforts to make present law an Islamic law.

ڈاکٹر محمود احمد غازی (1950-2010) کا شمار اسلامی دنیا کی چند معروف شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ ایک ہمہ جہت انسان تھے۔ اگرچہ بنیادی طور پر آپ کی پہچان ایک جید استاد کی حیثیت سے ہے۔ آپ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں برسوں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر اس یونیورسٹی کے نائب صدر (1994-2004) اور صدر (2004-6) بھی رہے۔ آپ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے چیئر مین شریعہ بورڈ، تکافل پاکستان کراچی کے شریعہ سپروائزری کمیٹی کے چیئر مین، مذہبی امور کے وفاقی وزیر (2000-2)، سپریم کورٹ آف پاکستان کی شریعہ اپلیٹ بینچ کے جج (1998-9)، اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر (1990-3 اور 1997-2000) ڈائریکٹر جنرل، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد (1991-2000)، ڈائریکٹر جنرل، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد (1994-8) اور خطیب فیصل مسجد (1987-94) بھی رہے۔

آپ ''فکر ونظر'' اور ''الدراسات الاسلامیہ'' کے مدیر بھی رہے۔ اس کے علاوہ آپ ورکنگ کمیٹی التجمع العالمی للعلوم المسلمین مکہ، الاتحاد العالمی المسلمین قاہرہ، مصر، عرب اکیڈمی، دمشق شام، سنڈیکیٹ الرائد

* لیکچرر، گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایگری کلچرل یونیورسٹی راولپنڈی، ایگزیکٹو کونسل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے ممبر بھی رہے۔ انتظامی وادبی وعلمی اداروں کے رکن رہنے کے ساتھ وہ ایک متبحر عالم دین بھی تھے۔ دین حنیف سے متعلقہ انھوں نے تین صد کے لگ بھگ کتب اور سو سے زیادہ مضامین ومقالات لکھے۔

آپ عربی، اردو، انگریزی زبان میں لکھتے تھے۔ آپ نے چند اہم کتب کا ترجمہ بھی کیا۔ آپ مختلف فیہ حیثیات میں بہترین متکلم، منتظم، راسخ العقیدہ عالم، مجتہدانہ سوچ کے مالک مفکر، وسیع القلب، روادار اور معتدل اسلوبِ فکر کے حامل انسان تھے۔ آپ نے جدید موضوعات پر قلم اٹھایا۔ ان کی تحریر کے خصوصی موضوعات قرآن، حدیث، فقہ اور سیرت رسول ﷺ ہیں۔ آپ نے گلوبلائزیشن پر عربی میں العولمہ کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی۔ مجدد الف ثانی اور اقبال بارے عربی زبان میں لکھا۔ خطبات اقبال اور ان کی شاعری کا عربی میں ترجمہ کیا۔ افریقہ کی ایک اہم تحریک السنوسیہ پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا۔ آپ کا برصغیر میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک اور اس کے داعی شاہ ولی اللہ پر خصوصی مطالعہ تھا۔ انھوں نے اسلام کے قانون بین الاقوام اور اسلامک انٹرنیشنل لاء پر کتب بھی لکھیں۔[1]

آپ کی اردو، عربی اور انگریزی زبان میں لکھی گئی تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو اس میں بڑا تنوع نظر آتا ہے جس سے جہاں آپ کی قادر الکلامی جھلکتی ہے وہاں آپ کی تخلیقی صلاحیتوں میں امت مسلمہ کے لیے ایک خاص نئی انقلابی سوچ کا اظہار بھی نمایاں ہوتا ہے۔ آپ کی تحریروں میں سے چند نمایاں کتب یہ ہیں۔

1۔ The Hijrah: Its Philosophy and Message for the Modern Man.

2۔ An Analytical Study of the Sannsiyyah Movement of North Africa.

3۔ Renaissance and Revivalism in Muslim India, 1707-1867.

4۔ The Shorter Book on Muslim Internationals Law.

5۔ State and Legislation in Islam.

6۔ Prophet of Islam: His Life and Works

7۔ ادب القاضی
8۔ مسودہ قانون قصاص ودیت
9۔ اسلام کا قانون بین الممالک
10۔ محاضرات قرآن
11۔ اسلامی شریعت اور عصر حاضر
12۔ قرآن ایک تعارف

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

13۔ محکمات عالم قرآنی　　14۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر
15۔ اصول فقہ　　16۔ قواعدِ فقیہہ
17۔ اسلام اور مغرب تعلقات　　18۔ مسلمانوں کا دینی وعصری نظام تعلیم
19۔ اسلامی بنکاری ایک تعارف　　20۔ فریضہ دعوت وتبلیغ
21۔ اسلام اور مغرب
22۔ تحقیق وتصنیف السیر ۃ الصغیرہ امام محمد ابن حسن الشیبانی
23۔ القرآن الحکیم، المعجز ہ العالیۃ الکبریٰ
24۔ یاامم الشرق　　25۔ تاریخ الحرکۃ المجد دیۃ

زیر نظر مضمون میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کی قانون سازی میں خدمات کا ایک جائزہ لینا مقصود ہے۔ آپ مجتہدانہ سوچ کے مالک تھے۔انھوں نے عالمی فقہ Cosmopolitan Fiqa کا تصور پیش کیا۔آپ حدیث،تفسیر اور فقہ پر نئے اسلوب میں جو کام عرب ممالک میں ہوا ہے اس سے مطمئن نظر نہیں آتے۔ان کا خیال ہے کہ اس فقہ یا قانون کا دائرہ ابھی بھی ماہرین،علماء اور طلباء تک محدود ہے۔اس کو منظر عام پر آنا چاہیے۔عوام تک جس قدر اثرات آئے ہیں وہ کم ہیں۔عام آدمی تک ان کی صحیح وسادہ اور آسان صورت پہنچنی چاہیے۔اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں

''دنیائے اسلام کے لوگوں نے ایک دوسرے سے استفادہ شروع کیا ہے۔ایران کے تجربات سے پاکستان نے فائدہ اٹھایا ہے۔پاکستان سے سوڈان نے استفادہ کیا۔سعودی عرب سے مصر نے استفادہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فقہی مسالک کی جو حدود تھیں وہ ایک ایک کر کے دھندلانے لگیں۔اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دنیائے اسلام میں باہمی مشاورت اور اشتراک عمل سے یہ اجتہادی کام کیا جارہا ہے۔اسی اجتماعی اجتہاد کے نتیجے میں فقہی مسالک کی حدود مٹ رہی ہیں ایک نئی فقہ وجود میں آرہی ہے۔جس کو نہ حنفی کہہ سکتے ہیں نہ مالکی،نہ حنبلی،نہ جعفریہ بلکہ اس کو اسلامی فقہ کہا جائے گا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی کی تحریروں میں تین شخصیات آپ کی محبوب نظر آتی ہیں۔مجدد الف ثانی،شاہ ولی اللہ اور علامہ اقبال۔اگر ان تینوں حضرات کے خیالات وآراء کو جمع کیا تو اس آپ چوتھی شخصیت ہیں جو اس کہکشاں میں اقبال کے بعد امت مسلمہ میں فقہی جمود کے ٹھہراؤ اور جمود کی بجائے تسلسل اور تحرک کی قائل نظر آتی ہے اور مسلمانوں کے ماحول وکلچر میں موجود من پسند توجیہات کی بجائے خالص اسلامی تعلیمات کا احیاء

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

چاہتی ہے۔ آپ کے خطبات سید ابوالاعلیٰ مودودی جیسا اندازِ تکلم اور ڈاکٹر حمید اللہ کا سا فکری و اجتہادی رنگ لیے ہوئے ہیں۔

آپ کی قانون پر خدمات کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

☆ معاشرتی اصلاحات　　☆ تعلیمی اصلاحات

☆ معاشی اصلاحات　　☆ حدود آرڈیننس

☆ نظریہ اجتہاد　　☆ محاضرات فقہ

معاشرتی اصلاحات

اکبر کا دین الٰہی ہو یا ہندوؤں کے ساتھ صدیوں کا اختلاط یا مسلمانوں کا بدقسمتی سے ایک صدی استعمار کا محکوم بن جانا۔ ہمارے اردگرد کے ماحول و تمدن میں ایسی بہت سی رسومات نظر آتی ہیں جن کی اصلاح ہر ذی ہوش اور بیدار مغز انسان عموماً اور فقہ و اجتہاد اور قانون سے دلچسپی رکھنے والا مسلمان خصوصاً چاہتا ہے اس پر مستزاد وہ نام نہاد مذہبی افراد کی من مانیاں ہیں جو نیم حکیم خطرہ جان کے مصداق بہت تھوڑے علم کی وجہ سے فتویٰ سازی کرتے ہیں۔ [۴]

اصلاح معاشرہ کے ضمن میں آپ جن امور بارے زیادہ متفکر ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

i۔ علماء کے حقوق و فرائض

ڈاکٹر محمود احمد غازی معاشرتی مسائل میں ایک بڑا سقم علماء کے درمیان باہمی افہام و تفہیم کا نہ ہونا قرار دیتے ہیں۔ وہ اس کا حل یہ تجویز کرتے ہیں۔

''میری رائے میں خالص دینی امور و معاملات مثلاً اوقاف، مساجد، مدارس اور مزارات سو فیصد علماء کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔ ان میں غیر متخصصین کی مداخلت نے بہت سی خرابیاں پیدا کر دی ہیں۔ بہت سے واقعات مقامی نوعیت کے ہوتے ہیں مگر اس کے اثرات پورے معاشرے بلکہ پوری ملت اسلامیہ پر پڑتے ہیں''۔ [۵]

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

اگر ایسی صورت حال کو روکنے کے لیے دینی قیادت، کوئی کمیٹی یا بورڈ ہو تو ایسے واقعات و حادثات پیش نہ آئیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ ایسے المناک حادثات (قیمتی جانوں کا ضیاع) کی روک تھام کے لیے تحصیل،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ضلع، صوبہ اور مرکز کی سطح پر کمیٹیاں بنائی جائیں جن کے حقوق وفرائض اور سٹیٹس (Status) کا تعین ہو۔ تاکہ انتظامیہ میں ان کا اثر ورسوخ بھی ہو اور ذمہ داریوں میں بھی انھیں انتظامیہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہو۔[۶]

ii۔ سرکاری دارالافتاء کی حدودِ کار

سرکاری دارالافتاء کے قیام کے بارے میں آپ کی رائے ہے کہ ہر مسلمان ملک میں یہ ادارہ کام کر رہا ہے۔ پاکستان میں بھی اس کی اشد ضرورت ہے۔ آپ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ کئی مسائل میں متفقہ رائے اختیار کرنے کی ضرورت ہے زیرِ سماعت مقدمات کے بارے میں شرعی رائے معلوم کرنے کے لیے عدالت کو پابند کیا جائے کہ وہ دارالافتاء سے رائے لے۔

بیرون ممالک سے جو سوالات واستفسارات موصول ہوتے ہیں آپ کے خیال میں سفیر حضرات اس کا قرآن وسنہ کی روشنی میں شرح صدر کے ساتھ جواب نہیں دے سکتے اس سلسلہ میں آپ کی رائے یہ ہے کہ ''جن موضوعات کے بارے میں یہ سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کے بارے میں اسلامی فلسفہ وحکمت کی روشنی میں بہترین اسلوبِ نگارش کے ساتھ کتابچے مرتب کیے جائیں تاکہ کسی استفسار پر جگ ہنسائی نہ ہو۔ یہ کتابچے اردو، انگریزی دونوں زبانوں میں ہوں۔ اگر کوئی مستند اور معیاری کتاب موجود ہو تو انھیں وہ دے دی جائے۔[۷]

iii۔ تخریب وتشدد کا حل

پاکستان میں تخریب کاری اور تشدد کے حوالے سے اور اس سے پیدا ہونے والے معاشرتی مسائل بارے ڈاکٹر صاحب سخت پریشان رہتے تھے۔ آپ نے ان سب اسباب وعلل اور اس کے ظہور وشیوع کے محرکات کی نشاندہی کی اور اس سے بچنے کی طرف راہنمائی فرمائی۔ مذہبی اداروں سے وابستہ افراد کے درمیان دھڑے بندیوں سے وہ نالاں تھے۔ مدارس کے علماء کو سیاست میں گھسیٹا گیا۔ 1970ء کے انتخابات میں مسلکی اختلافات انتخابی میدان میں داخل ہو گئے۔ 1990ء میں مذہبی تخرب وتشدد اور دہشت گردی نے ایک بلا کی صورت اختیار کر لی۔ آپ اس سارے منظر نامے کا قابل عمل حل یہ بتاتے ہیں

ہمیں اپنے دینی معاملات کو خود طے کرنا چاہیے اور غیر پاکستانی عناصر کو پاکستان کی سرزمین استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دینا چاہیے۔ جس طرح غیر مسلم قوتوں کا پاکستانی سرزمین کو حربی وعسکری مقاصد

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے لیے استعمال کرنا غلط ہے۔ دوسری قوموں کا اپنے سیاسی وگروہی مقاصد کے لیے ہماری زمین کو استعمال کرنا بھی غلط ہونا چاہیے۔[۸]

iv۔ دینی ودنیاوی تعلیم کا یکساں بندوبست

ڈاکٹر صاحب اس سارے منظرنامے میں فساد کی جڑ کم علمی، نیم علمی اور دینی اور دنیاوی تعلیم کے الگ الگ ہونے کے تصور کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں عام سکولوں اور کالجوں میں تعلیم محض ملازمت کے لیے ہے وہ اسے بانجھ قرار دیتے ہیں۔ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو ملازمت نہیں ملتی تو وہ مسجد یا مدرسہ بنا لیتے ہیں۔ جدید تعلیم سے وہ بے بہرہ ہیں۔ آپ اس کا حل یہ قرار دیتے ہیں۔

''اسلام کا آئیڈیل نظام تعلیم وہ ہے جس کے ذریعے ایسے رجال کار سامنے آئیں جو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اسلامی نظام تعلیم کو دین و دنیا کی جامعیت کا یوں آئینہ دار ہونا چاہیے کہ ایک ہی قسم کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں سے کوئی مجدد الف ثانی جیسا عالم ہو تو کوئی سعد اللہ خاں جیسا سیاستدان ہو اور کوئی استاد عیسیٰ احمد جیسا معمار ہو اور انجینئر ہو جس نے تاج محل ایسا عجوبہ تیار کر دیا جو دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہونے لگا''۔[۹]

v۔ محرمات کا احترام

اصلاح معاشرہ کے ضمن میں آپ خاندان کے شیرازے کو مربوط دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے مسائل محبت، احترام اور جذبہ خیرخواہی سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ باہمی ربط میں محرمات کا احترام کرنے کی شدید تڑپ آپ کی تحریروں میں ملتی ہے۔ ہر وہ عمل جو بدکاری کی طرف لے جانے والا ہو اس کو حرام قطعی قرار دیا گیا ہے۔ آپ اصلاح احوال کے لیے یہ اقدامات تجویز کرتے ہیں۔

1۔ ترقی کے نام پر تعلیمی اداروں میں مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط اور عورتوں کا غیر ضروری طور پر ملازمت اختیار کرنا ختم کر دیا جائے۔

2۔ فحش لٹریچر، فلم، ڈرامہ، تھیٹر، رسالوں، ڈائجسٹوں، اخباروں پر پابندی عائد کی جائے۔

vi۔ جہیز کی لعنت کے خاتمہ کی راہ ہموار کی جائے

معاشرے میں ہندوؤں کے اثر سے جہیز، بری، مہندی اور نہ جانے کیا کیا خرافات آ گئی ہیں۔ ان بے معنی رسموں کی پابندی سے استطاعت نہ رکھنے والے افراد کو مشکلات میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہ مشکلات ایسے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

افراد کو عمر بھر کے روگ میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ لوگ بن بیاہے رہ جاتے ہیں یا زیادہ دیر تک شادی نہیں کر سکتے۔ اس سے بہت سی اخلاقی، نفسیاتی اور روحانی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ 1976ء میں اخراجات شادی کے لیے حدِ خرچ لڑکے کے لیے پانچ ہزار اور لڑکی کے لیے دو ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ (بیشتر آبادی کے لیے یہ بھی نا مناسب اور زیادہ ہے) سنت رسول ﷺ کی رو سے دو بول اور معمولی شیرینی کے ساتھ نکاح کو مستحسن خیال کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے "وہ شادی اچھی ہے جو بہت آسان ہو اور اس میں بار کم ہو"۔ مزید اس سلسلہ میں غازی صاحب کی تجاویز یہ ہیں۔

1۔ ذرائع ابلاغ سادگی اپنانے کی ترغیب دیں۔

2۔ اخراجات کم کرنے کے لیے عمومی مہم چلائی جائے۔

3۔ ارباب حکومت وقیادت عملی مثالیں قائم کریں۔ [۷۱]

vii۔ اعلیٰ سرکاری عہدہ داروں کی نماز جمعہ میں پابندی سے حاضری

خلفائے راشدین کے دور میں مرکز میں خلیفہ اور صوبائی مراکز میں گورنر و عمال نماز باجماعت اور جمعہ کی نماز کی امامت کراتے۔ یہ ذمہ داری ان کے فرائض منصبی میں شامل تھی۔ اب حکمرانوں کی مسجدوں سے لاتعلقی کی بنا پر عوام بھی اس فرض سے جی چرانے لگے ہیں۔ آپ کی تجویز ہے

"حکمران اور ان کے عمال وافسران حتی الامکان عام مساجد میں نماز باجماعت ادا کریں۔ فی الحال نماز جمعہ اپنے اپنے علاقے کی جامع مساجد میں ادا کریں تا کہ عوامی رابطہ کا جو سلسلہ منقطع یا دشوار ہو گیا ہے وہ استوار اور آسان ہو جائے۔ اور اگر نماز جمعہ کے بعد "کھلی کچہری" کے انداز کی ایک مختصر نشست جو ایک گھنٹہ یا کم از کم آدھ گھنٹہ کی ہو، منعقد کی جائے تو علاقہ کے بہت سے مسائل آسانی سے حل ہو سکیں گے"۔ [۷۲]

viii۔ لاؤڈ سپیکر کے بے محابا استعمال پر پابندی

نمود و نمائش اور احساس تفاخر کو تقویت دینے کے لیے مساجد، مدارس، مذہبی تقریبات (شبینے، میلاد، عیدین، ستائیویں اور دیگر مواقع) پر ہمارے ہاں لاؤڈ سپیکر کا وجہ، بے وجہ استعمال، عبادت کرنے والی خواتین، مریضوں، سوئے ہوئے بچوں، امتحان کی تیاری میں مصروف طلباء، ذکر خداوندی میں مشغول اور حساس طبیعت کے مالک افراد کے لیے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ آپ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں

"لاؤڈ سپیکر اور آواز کو بڑھانے یا بلند کرنے والے آلات کا بلا اجازت عام استعمال صرف اذان اور جمعۃ المبارک تک محدود ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ دیگر تمام مذہبی اداروں میں ان آلات کا غیر ضروری

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

استعمال ممنوع قرار دیا جانا چاہیے اور مقررین کی آواز چار دیواری تک محدود ہونی چاہیے'' ۔۱۲؎

ix۔ اصلاح معاشرہ میں ادیبوں، صحافیوں اور میڈیا کا کردار

ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات و رسائل اور دیگر الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کا کردار اصلاح معاشرہ میں زبردست ہے۔لیکن اگر یہ حکومت کے کنٹرول میں ہوں تو نیشنل پریس ٹرسٹ انھیں کنٹرول کرتا ہے نجی انتظام میں چلنے والوں کی سیاسی، مذہبی اور دیگر حوالوں سے وابستگیاں ہوتی ہیں۔ڈاکٹر محمود احمد غازی ان ذرائع کے اثر و رسوخ اور تعلیمی پہلو پر گہری نظر رکھتے ہیں۔اس یلغار کے پیچھے بھارتی، یورپی اور دیگر ملحد سوچ کے حامل اداروں اور افراد کی سازشیں بھی کارفرما ہیں۔ان ذرائع کا ذہن سازی میں زبردست کردار ہے۔شرط یہ ہے کہ یہ ادارے اپنی دینی، ملی اور اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس کریں قوم و ملت کی سوچ کے دھاروں کو درست سمت میں موڑنے میں معاونت کریں۔آپ کی تجاویز کا خلاصہ یہ ہے

1۔ قوم کو نیکی، صداقت اور اچھائی کی طرف راہنمائی کریں۔
2۔ ان کے پروگراموں سے اسلامی ثقافت و تہذیب نمایاں ہو۔
3۔ ناشائستہ اور غیر اخلاقی اشتہارات و مواد کی نشر و اشاعت سے گریز کریں۔
4۔ قوانین اسلامی کی افادیت، حقانیت، اغراض و مقاصد اور برکات لوگوں کے ذہن میں واضح کی جائیں۔
5۔ دوسرے ممالک کے علمی، سائنسی، تکنیکی، فنی، تعلیمی اور تحقیقی پروگراموں کو فروغ دیا جائے۔
6۔ جن اداروں نے دین کی خدمت کی ہو ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ایوارڈ دیئے جائیں۔
7۔ کھیلوں کی حد سے زیادہ تشہیر غیر ضروری ہے۔اب بچہ اعلیٰ سائنس دان، ماہر تعلیم، قانون دان، عالم و دانشور یا انجینئر بننے کی بجائے محض کھلاڑی بننے کے بارے میں سوچتا ہے۔
8۔ نوجوانوں کے لیے تدبر اور تفکر کی تحریک پیدا کرنے کے پروگرام مرتب کیے جائیں۔

x۔ حلف الفضول کا قیام

آنحضورﷺ نے اپنی عمر مبارک کے بیسویں سال حضرت زبیرؓ بن عبدالمطلب کی دعوت پر پردیسیوں کے حقوق کی حفاظت اور کمزوروں کی مدد کے لیے اس معاہدہ حلف الفضول میں شرکت فرمائی اور بعد از اسلام میں بھی ایسے معاہدے میں شرکت کی آرزو فرمائی۔ڈاکٹر صاحب موصوف اب بھی ایسے معاہدے یا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تنظیم (NGO) کے قیام کو پسندیدہ اور فضیلت کا کام سمجھتے ہیں اور اس کے نتائج کو حوصلہ افزاء اور ثمر بار دیکھتے ہیں۔ آپ کے خیال میں اس ادارے کے ارکان نہایت نیک نفس اور مثالی شہرت کے مالک ہونے چاہئیں۔ آپ اس کے فرائض اس طرح گنواتے ہیں۔

1۔ مظلوم کی مدد اور دادرسی میں ہر ممکنہ تعاون

2۔ بیواؤں کی دیکھ بھال اور مالی، مادی و اخلاقی امداد

3۔ ظالم زمینداروں اور جاگیرداروں کے خلاف آواز بلند کرنا اور مظلوم ہاریوں اور مزارعوں کی قانونی و اخلاقی مدد کرنا

4۔ ملاوٹ اور دیگر تجارتی بدعنوانیوں کے خلاف آواز بلند کرنا

5۔ سرکاری پرائیویٹ، ہسپتالوں اور کلینکوں میں غریب مریضوں پر ہونے والے ظلم اور زیادتی کے خلاف آواز اٹھانا

6۔ شادی بیاہ کے موقع پر فضول خرچیاں، لڑکوں کی طرف سے جہیز کے مطالبے اور ایسی ہی دیگر بے معنی رسوم ورواجات کے خلاف رائے عامہ تیار کرنا اور جو لوگ ان برائیوں میں مبتلا ہیں ان کا سماجی مقاطعہ کرنا۔[۱۳]

xi۔ سیاسی شخصیات کے استقبال میں سادگی اختیار کی جائے

سیاسی شخصیات اور راہنماؤں کا استقبال سراسر غیر اسلامی ہے۔ آنحضور ﷺ کے عہد مبارک اور عہدِ خلافتِ راشدہ میں مہمانوں کا استقبال کیا گیا۔ لیکن خود مسلمان راہنماؤں نے نہایت سادگی اور وقار کے ساتھ سفر کیا۔ لیکن آج پولیس، فوج، سی آئی ڈی، سول افسروں، اور شہریوں کی بہت بڑی تعداد کے جانے اور آنے پر بہت سا خرچ اٹھتا ہے۔ پھر راستے میں جگہ جگہ پولیس کا پہرہ لگایا جاتا ہے۔ پٹرول کے اخراجات اس پر مستزاد ہیں۔ آپ کے نزدیک اس کا حل یہ ہے۔

1۔ اسلامی شعار کو اجاگر کیا جائے۔

2۔ کفایت کے اسلامی تصور کو فروغ دیا جائے۔

3۔ الوداعی اور استقبالی ضابطوں میں سادگی لائی جائے۔

شاہراہوں، ہوٹلوں اور ریستورانوں کے کھانوں کے معیار اور نرخوں کی نگرانی شاہراہوں اور شہروں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے اردگرد ہوٹلوں کی لوٹ مار بارے آپ کا گہرا مشاہدہ بتاتا ہے کہ آپ معاشرتی زندگی کے باریک ترین مسائل پر بڑی حساسیت کے ساتھ ادراک رکھتے ہیں۔ کھانے کا ناقص معیار، کھانے کا باسی ہونا، مضر صحت ہونا، انتہائی مہنگا ہونا، ایسا منظر پیش کرتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں نہ تو حکومتی عمل داری نظر آتی ہے اور نہ خوفِ خدا۔

اس سلسلہ میں آپ کی تجاویز یہ ہیں

1۔ ہر کھانے کی قیمت اس کے معیار کے مطابق مقرر کی جائے۔ اس پر حکومت سختی سے عمل درآمد بھی کرائے۔

2۔ ہر چیز پر اس کی قیمت کی چٹ لگا دی جائے تا کہ عوام و خواص کو اس بارے دیکھتے ہی پتہ چل جائے۔[۱۵]

تعلیمی اصلاحات

علم کے میدان میں متعلقہ علم کی تاریخ، آغاز، نمائندہ شخصیات، امہات کتب اور برصغیر میں اس علم کی خدمت کی تفصیلات بتاتے ہیں۔ علم کب اور کہاں پیدا ہوا۔ اس کی نوک پلک کہاں سنواری گئی، علم کو عروج کب ملا؟ شرح وتحشیہ کب شروع ہوئی؟ گھن کب لگا؟ برصغیر اور مستقبل میں اس علم کی وسعت کے کیا امکانات ہیں؟ لکھتے ہیں

i۔ تعلیمی اہداف کا تعین

''ہمارے موجودہ پاکستان کے علاقوں میں بیسویں صدی کے اوائل میں بعض بزرگوں نے اس کام کو از سرنو شروع کیا جن میں بڑا نمایاں نام حضرت عبیداللہ سندھی اور ان کے نامور شاگرد احمد علی لاہوری کا ہے۔ جناب احمد علی لاہوری نے سب سے پہلے لاہور میں 1925ء میں عوامی درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ جو آپ کی وفات تک جاری رہا۔ اس کے بعد چپے چپے پر دینی راہنمائی کی محفلیں آباد ہیں۔[۱۶]

تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں آپ اس طرح سے راہنمائی فرماتے ہیں۔

ہمیں یہ خیال ولحاظ ضرور رکھنا چاہیے کہ مخاطبین کی بہت سی علمی وفکری سطحیں ہوتی ہیں۔ بہت سے پس منظر ہوتے ہیں۔ اوران سب کے تقاضے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ہمیں یہ تعین کر لینا چاہیے کہ ہمارا ہدف کیا ہے۔ اور ہم کس طبقے کو خطاب کرنا چاہتے ہیں۔ جس طبقے اور جس معیار کے لوگوں سے بات کرنی ہو۔ اس

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

طبقے کے فکری پس منظر اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے شبہات، اس طبقے میں اٹھائے جانے والے سوالات اور ان شبہات اور سوالات کا منشاء پہلے سے ہمارے سامنے ہونا چاہیے۔ ۱۷

ii۔　مغربیت سے بچاؤ کی تدبیر

یورپی، مغربی زہر سے تحفظ اور بچاؤ محض مواعظ اور تقریروں سے ممکن نہیں جب تک قرآن کی روشنی میں متبادل اسلامی فکر وجود میں نہیں آتا اور اس پر ذہنوں کو مطمئن نہیں کیا جاتا۔

آپ لکھتے ہیں

غیر اسلامی قوتوں نے ہمارے معاشرے، ہماری ثقافتی زندگی حتیٰ کہ ہماری عائلی زندگی میں اس طرح مداخلت کر لی ہے کہ جگہ جگہ نہ صرف بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں بلکہ کئی جگہ فکری، ثقافتی اور تمدنی خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اس خلاء کو پر کرنا اور ایک مکمل، متکامل اور متناسق اسلامی نقطہ نظر کی تشکیل کرنا ہم سب کا مشترکہ فریضہ ہے۔ مغربی افکار و نظریات کے منفی حملے کا سد باب صرف اسی وقت کیا جا سکے گا جب ایک مکمل اسلامی متبادل پیش کر دیا جائے گا''۔ ۱۸

پستی اور جمود کا شکار نظام تعلیم محض تاریخ اسلام کے مثبت کام سے متعارف کرانے سے بہتر ہو سکتا ہے۔ آپ کا خیال ہے نوجوانوں کو ان کارناموں سے متعارف کروایا جائے جو اسلامی تاریخ میں مسلمانوں نے سائنس تہذیب، تمدن اور علوم وفنون کے میدان میں سرانجام دیئے۔ اس سے ان کے اندر اعتماد پیدا ہو گا۔ ہوتا یہ ہے کہ مغربی افکار اور ثقافت کی چمک بہت گہری ہوتی ہے اور اس کے مقابلے میں اپنے ورثہ اور تاریخ سے واقفیت نہیں ہوتی۔ اس عدم واقفیت کی وجہ سے اپنے ورثہ پر اعتماد نہیں ہوتا اور اس عدم اعتماد کی وجہ سے اپنے مستقبل سے مایوسی طاری رہتی ہے۔ دوسروں کے ورثے سے خوب آگہی رہتی ہے۔ اس لیے اعتماد بھی انھی کے مستقبل سے وابستہ رہنے پر ہوتا ہے۔ ۱۹

آپ تعلیمی میدان میں عربی زبان کی دوبارہ آمد بارے بڑے واضح نکتہ نگاہ کے مالک ہیں۔ آپ کا خیال ہے دنیا کی کوئی بھی زبان مسلمانوں کو عربی زبان سے بہتر تعلیم نہیں دے سکتی۔ آپ لکھتے ہیں

''عربیت اور قرآن کا گہرا رابطہ ہے۔ حضور کریم ﷺ کی طرف منسوب ایک ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ عربی سے تین وجہوں سے محبت کرو۔ میری زبان عربی ہے۔ قرآن عربی زبان میں ہے اور اہل جنت بھی عربی بولیں گے''۔ ۲۰

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

iii۔ کورانہ تقلید کے خلاف

ڈاکٹر محمود احمد غازی مذہب سے وابستہ افراد کی کورانہ تقلید اور اپنے اکابر کو پوجنے کی حد تک احترام پر لکھتے ہیں

''اگر غلطی ابوبکر صدیقؓ سے ہوسکتی ہے تو پھر کوئی بھی غلطی سے مبرا نہیں ہے۔ حضرت عمر سے فہم قرآن سے چوک ہوتی ہے اور وہ اس کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں آج کل یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ سے غلطی ہوگئی ہمارے لیے یہ کہہ دینا بھی بہت سہل ہے کہ امام شافعی نے فلاں جگہ غلطی کی اور یہ کہہ دینا بھی آسان ہے کہ امام مالک نے فلاں بات صحیح نہیں سمجھی۔ ہماری دینی درس گاہوں میں روزانہ یہ تنقیدی تبصرے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ کہنے کی کسی کو مجال نہیں کہ مولانا تھانوی یا مولانا مودودی یا مولانا احمد رضا خاں سے بھی غلطی ہوئی ہے۔ کوئی ذرا یہ جرات کر کے دیکھے! ان کے مریدین سر توڑ دیں گے اور اسلام سے خارج کر کے دم لیں گے''۔[۲۱]

iv۔ معلم کا بے غرض ہونا

معلم کے تنخواہ دار ہونے پر بھی آپ مطمئن نظر نہیں آتے۔ آپ قرونِ اولیٰ کے مسلمان اساتذہ کی سی درویشی اور ولایت کے متلاشی و مطمئنی ہیں۔ جو گھر میں بھی معلم ہوتا تھا اور باہر بھی۔ نور کا اکتساب اور نور کی تقسیم، کارِ خیر میں امدادِ باہمی ہے۔ معلم کا وقار واحترام مسلم معاشرے میں بہت دقیع تھا۔ پہلی بار تنخواہ دار اساتذہ بغداد کی نظامیہ یونیورسٹی میں مقرر کیے گئے۔ مسلمان اہم علم کو سخت ناگوار گزرا۔ ڈاکٹر محمد اسد طلس لکھتے ہیں جب ہمہ وقتی اساتذہ تنخواہ دار ملازم بن گئے تو علماءِ خراساں نے ماتم علم کی مجلسیں منعقد کیں اور کہا کہ

''معلّمی بلند نظر اور پاک نفس لوگوں کو شیوہ تھا جن کے پیشِ نظر علم کے ذریعے کمال وفضیلت کا حصول ہوتا تھا مگر اب جو علماء آئیں گے وہ علم کو محض کمائی کا ذریعہ بنائیں گے اور تنخواہ کے خیال سے دوں نہاد اور نکمے افراد بھی اس جانب کا رخ کرنے لگیں گے''۔[۲۲]

معاشی اصلاحات

معاشی اصلاحات کے ضمن میں آپ نے محاضرات معیشت وتجارت میں ان سبھی موضوعات کا احاطہ کیا ہے جو آج امت مسلمہ کو امت مرحومہ سے نکال کر م رفیع الشان دور میں واپس لے جاسکتے ہیں۔ آپ سب سے پہلے رزق حلال کمانے اور تجارتی دیانت داری وسچائی پر زور دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''معاشی ترقی اسلامی تصور کی رو سے کیا ہے۔ مغربی تصور کی رو سے کیا ہے۔ اس کی شرائط اور تقاضے کیا ہیں؟ رکاوٹیں کیا ہیں یہ بھی ایک اہم معاشی مسئلہ ہے جس پر مفکرین اسلام نے غور کیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کے مطابق معاشی و اجتماعی وسائل کی تیاری اور استعمال، افراد کی تیاری، کسب حلال کا بندوبست اور مسلم معاشرے کی مادی اور تہذیبی مقاصد کی تکمیل۔ یہ وہ بنیادی عناصر ہیں جن کو ترقی کا اسلامی نام دیا جا سکتا ہے۔ ترقی کے اسلامی تصور میں صرف مادی ترقی شامل نہیں ہے۔ روحانی، اخلاقی، ذہنی اور تہذیبی ترقی بھی شامل ہے۔ قرآن مجید نے اس کو حیاۃ طیبہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ ایسی پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی جو ہر اعتبار سے پاکیزہ اور ہر اعتبار سے ستھری ہو۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ آسمان اور زمین کی برکتیں تم پر کھل جائیں گی۔ آسمان اور زمین کی برکتوں سے مراد تمام اخلاقی، روحانی اور اقتصادی برکات کا حصول ہے''۔۲۳

i۔　اخلاقی جمال

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اسلامی اقتصاد کے ایک پوشیدہ گوشے کی نقاب کشائی کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کے ذہن میں بیٹھ گیا ہے کہ جمالیات سے مراد دینی زندگی کا لازمی تقاضا ہے یا روحانی کمالات، ذوق جمال اور جمالیات کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ اسی طرح کی غلط فہمی ہے جو ہندوؤں میں عیسائیوں میں عام ہے کہ دنیا کے تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ روحانی تقاضے انجام نہیں پا سکتے۔ یہ تفریق رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں نہیں ہے۔ یہاں تو یہ ہدایت ہے کہ

ان الله جميل و يحب الجمال

اللہ خود بھی جمیل ہے صاحب جمال لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

یہاں جمال سے مراد محض جسمانی یا ظاہری جمال نہیں ہے بلکہ کردار کا جمال کارکردگی کا جمال، خدمات کا جمال، اخلاق کا جمال ہے۔ ہر وہ چیز جس میں کمال اور جمال حاصل کیا جا سکتا ہے اس میں کمال اور جمال حاصل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے عین مطابق ہے۔ ایک دوسری جگہ وضاحت سے فرمایا

من ضع منكم شيئا فليحسنه

تم میں سے اگر کوئی شخص کوئی چیز بنائے تو بہترین طور پر بنائے۔

یاد رکھئے یہاں صنعت کا لفظ استعمال ہوا ہے جس میں پوری صنعت اور انڈسٹری شامل ہے۔ **فليحسنه** تو اس کو بہت خوبصورت اور بہتر انداز سے مکمل کر کے بہتر انداز سے بنائے۔ یہ صنعت کاروں کے لیے ہدایت ہے کہ تم جو بھی صنعت تیار کرو۔ جو چیز بھی پیداوار کرنے کے لیے اختیار کرو، اس کو جتنا خوبصورت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بنا سکتے ہو بناؤ۔ مقابلے کی دنیا میں ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ کوالٹی، قیمت، دیرپائیگی میں خوبصورتگی اختیار کرو۔ ۲۴

ii۔ مسلم اوقاف کی وقعت

اوقاف کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں

اسلامی نظام معیشت کا ایک اہم میدان جس کا تعلق معاشی زندگی کے ساتھ ساتھ علم اور عدلیہ سے بھی رہا ہے۔ جس کا تعلق معاشرتی انصاف سے بھی بہت گہرا ہے۔ وہ اسلام کا ادارہ وقف ہے یہ ایک ایسا منفرد ادارہ ہے جو روز اول سے اسلام کی تاریخ میں قائم رہا۔ سب سے پہلا وقف خود سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے قائم فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ میں سب سے پہلا وقف قائم کرنے کی توفیق اور شرف سیدنا عمر فاروقؓ کو حاصل ہوا۔ یہ ادارہ دینی، معاشرتی، تعلیمی، اقتصادی، تہذیبی، ثقافتی اور نیم عدالتی ادارہ رہا ہے۔ زندگی کے ان تمام پہلوؤں میں وقف نے مثبت اور نئے نئے اثرات پیدا کیے ہیں۔ امام شافعی کا ارشاد ہے کہ وقف اسلام اور مسلمانوں کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ بعض بڑے بڑے مسلم شہروں کی جائیداد کا بڑا حصہ اوقاف پر مشتمل ہوتا تھا اس لیے کہ ہر صدی میں اور ہر دور میں مالکان جائیداد نے اپنی جائیداد میں وقف کیں۔ مثال کے طور پر استنبول اور مکہ مکرمہ کے بارے میں کیا جاتا تھا کہ ان شہروں کی جائیدادوں کا غالب ترین حصہ وقف پر مشتمل تھا۔ ظاہر ہے یہ اوقاف ہر دور میں قائم کیے گئے۔ ہر صدی میں اصحاب خیر لوگوں نے اپنی جائیدادیں وقف کیں۔ وقف کا اہم اصول یہ تھا جس سے تمام فقہا اتفاق کرتے ہیں اور اس پر عمل درآمد ہر دور میں ہوا ہے کہ شرط الواقف کنص الشارع کہ وقف کرنے والے کی شرائط اور تفصیلات کا اسی طرح خیال رکھا جائے گا۔ اسی طرح سے اہتمام کیا جائے گا۔ ان کی تعبیر وتشریح انھی قواعد کے مطابق کی جائے گی جس طرح شریعت کی نصوص کی پابندی کی جاتی ہے اور تعبیر وتشریح کی جاتی ہے۔ اس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں وقف کا ادارہ کتنی اہمیت رکھتا تھا''۔ ۲۵

iii۔ تاجروں کے لئے خصوصی سہولیات

تاجر اور حکومت کے تعلقات بہت سے دیگر معاشی نظاموں میں چپقلش اور کھینچا تانی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ آپ نے ان پہلوؤں پر غور کیا اور مفروضوں کی مدد سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آئندہ کی پیش بندی کرنے میں آسانی ہو۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

چھٹے خطبے میں تفصیلاً بتایا ہے کہ افراد کی معاشی آزادی اور ریاستی مداخلت کی حدود بہت نازک ہیں۔ آپ لکھتے ہیں

یہ بات ہے کہ تجارت میں حصہ لینا فی نفسہ نیکی کا کام ہے اور خدمت خلق ہے۔ یہ متعدد احادیث میں بیان ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا اور یہ روایت موطا امام مالک میں موجود ہے کہ جو شخص گرمی سردی کی پروا کیے بغیر ہماری منڈیوں میں باہر سے مال لے کر آتا ہے اور اس کو فروخت کرتا ہے تو وہ عمر کا مہمان ہوگا یعنی سرکاری مہمان ہوگا (آج کی طرح اگر سوچا جائے تو سفارت کار یا سرکاری گیسٹ ہاؤس میں رہائش خصوصی درجہ ہوتا ہے ان لوگوں کا سرکاری مہمان کا یعنی کھانا، رہائش، تحفظ، احترام اور بڑا درجہ)۔

ہماری مہمانی کے دوران جس طرح چاہے اپنا سودا فروخت کرے اور جتنا چاہے فروخت کرے۔ اور جتنا چاہے فروخت نہ کرے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ تاجروں کو سہولتیں فراہم کرے اور ان سہولتوں کو فراہم کرنے میں سرکاری فنڈز کا بھی استعمال کریں۔ ۲۶

ہمارے یہاں موجود قانون میں کس قدر سقم بلکہ ظلم موجود ہے کہ تاجر کو حراساں کرنے، لوٹنے اور اس کا مال و اسباب اونے پونے خریدنے کے لیے کس قدر غیر شائستہ ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ خاص طور پر "جس طرح چاہے جتنا چاہے اور جتنا نہ چاہے" اتنا سادہ نہیں ہے جتنا عام آدمی سمجھتا ہے بلکہ یہ تاجر کو بہت بڑی رعایت اور بڑا فائدہ دینے والی بات ہے۔ فرد کی آزادی اور ریاستی جبر کی نفی ہوتی ہے۔ Public Interest کے اصول کا کس خوبصورتی سے لحاظ رکھا گیا ہے۔

iv۔ ربا اور جدید بینکاری

ربا کے بارے میں وہ ایک اصولی بات سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں

"ربا کے باب میں ایک بنیادی اور اہم بات یاد رکھنی چاہیے نہ صرف ربا کے باب میں بلکہ یہ حکم شریعت کے تمام معاملات اور لین دین سے متعلق ہر قسم کے کاروبار میں دیا گیا ہے۔ العبرہ بالمضمون والجوہر ولیس بالصورۃ والمظہر کہ کسی کاروبار یا تجارت یا لین دین کے حلال و حرام ہونے میں اصل اعتبار اس کے مندرجات اور اس کے مضمون کا ہے اس کی ظاہری صورت یا عنوان کا نہیں ہے۔ ۲۷

آپ سود کا متبادل مضاربہ کو قرار دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں اسلامی بینکاری مضاربہ کی بنیاد پر کھڑی کی جا سکتی ہے۔ لکھتے ہیں

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی نوجوانی میں نبوت سے بہت پہلے مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار کا آغاز فرمایا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حضرت خدیجہ الکبریٰ کا مال تجارت لے کر آپ ﷺ تجارت کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ مضاربہ ہی کی ایک شکل تھی بعد میں خود رسول ﷺ نے اور صحابہ کرام نے مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار کیے۔۲۸

۷۔ محنت اور مشقت کی فضیلت

ڈاکٹر محمود احمد غازی انسانی اوصاف میں محنت اور مشقت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں اگر آپ ہمت کر کے کوئی کام شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کا سہارا بن جائے گی۔ آپ مثال دیتے ہیں۔

''مشہور صحابی سیدنا بلال بن حارث المزنی کو آنحضور ﷺ نے مدینہ منورہ کے قریب عقیق کے علاقے میں ایک بہت بڑی زمین دے دی۔ صحابہؓ نے بعد میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس زمین میں فلاں قسم کی پیداوار ہوتی ہے۔ جو عامتہ الناس کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس لیے اگر وہ ایک شخص کے پاس رہی تو شاید اس کے اثرات مناسب نہ ہوں اس پر وہ زمین رسول اللہ ﷺ نے ان سے واپس لے لی اور ایک دوسری زمین ان کو دے دی جس کی آبادکاری کا انھوں نے وعدہ کیا لیکن وہ اس کو آباد نہیں کر پائے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں جب یہ دیکھا کہ سیدنا بلال بن حارث اس زمین کو آباد نہیں کر پا رہے تو سیدنا عمرؓ فاروق نے ان سے وہ زمین واپس لے لی اور دوسرے مسلمانوں کو الاٹ کر دی۔۲۹

گویا آپ وسائل رزق نااہلوں کے ہاتھوں میں نہیں دیکھنا چاہتے کیونکہ اس سے معاشی ابتری جنم لیتی ہے جس کی روک تھام میں کوتاہی صدیوں کی سزا دیتی ہے۔ دین اسلام کے تمام پہلوؤں کا داخلی ربط ایسے کسی متوقع واخلاقی عدم توازن کو جس کا انجام تباہی ہی تباہی ہے بہت سنجیدگی سے لیتا ہے۔ آپ نص کے طور پر قرآن پاک کی یہ آیہ مبارک پیش کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ کسی وقت کوئی ایسا شخص کسی بڑی دولت کا یکا یک وارث ہو جائے جو بہت بے وقوف اور بے عقل ہو جو دولت کے استعمال کا طریقہ نہ جانتا ہو تو اس کو اپنی دولت پر کنٹرول حاصل کرنے کی پورے طور پر اجازت نہ دی جائے''۔۳۰

اسی بات کی تائید سعید الرحمٰن علویٰ یوں کرتے ہیں

امام مالک، امام ابو یوسف، امام محمد بن شیبانی اور امام شافعیؒ جیسے متقین اور اسلامک لاء کے ماہرین ایک مسرف ومبذر پر پابندی عائد کرتے ہیں اور ہیئت انتظامیہ کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ ایسے شخص پر تصرفات عالیہ کے سلسلہ میں رکاوٹ و پابندی عائد کرے تو ظاہر ہے کہ اس لیے ہے کہ مال ودولت کا ضیاع نہ ہو۔ کچھ لوگوں کے حقوق تلف نہ ہو اور معاشرہ میں فساد و بگاڑ پیدا نہ ہو۔ ان آئمہ کے نزدیک وہ قرض دار بھی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حجر کی زد میں آتا ہے۔ جو اپنا قرض ادا کرنے کے لیے اپنی جائیداد بیچنے سے انکار کرتا ہے۔ اس حوالے سے حکومت ان لوگوں کے حالات پر سنجیدگی سے غور کرے جو بینکوں سے لاکھوں کروڑوں کے قرض لے کر پلازے اور صنعتی پلاٹ وغیرہ بنا کر جائیداد بناتے چلے جاتے ہیں اور پھر جب بینک ان سے واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں تو بینکوں کو عدالتی حکم امتناعی کے چکر میں الجھا کر الٹا مزید نقصان کرتے ہیں اور اس طرح اسٹیٹ اور رعایا کا بے حد نقصان ہوتا ہے لیکن یہ لوگ اپنے اللے تللے اڑاتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ آئمہ اس شخص کو بھی حجر کا مستحق گردانتے ہیں جو مختلف النوع قومی ذمہ داریوں یا قرض کی ادائیگی سے بچنے کی غرض سے جائیداد کے جعلی انتقال کرتا پھرے اور صرف ذمہ داریوں سے بچنے کی غرض سے انھیں ادھر ادھر کر دے۔ یہ صورت حال بھی بڑی نازک ہے۔ خاص طور پر ہمارے ملک میں جہاں ایک خاص طبقہ ملک کی غالب جاگیر و جائیداد پر ہی مسلط نہیں بلکہ انتظامیہ، مقنّنہ، عدلیہ اور دوسرے ہر شعبہ پر اس کا کنٹرول ہے۔ یہی طبقہ اب جاگیر و جائیداد، پر قبضہ سے آگے بڑھ کر تجارت وصنعت پر بھی چھا چکا ہے اول تو اس کے پاس جو جاگیر ہے وہ اس کے آباؤ اجداد نے قومی مفادات کا سودا کر کے غیر ملکی سامراج اور آقاؤں سے یہ جاگیر حاصل کی۔ پھر اس نے سرکاری ٹیکسز اور الٰہی ٹیکسز کی ادائیگی کی کبھی فکر نہیں کی۔ اس نے تجوریاں بھریں اور مختلف ذرائع و اسباب سے سیاست و نظم اور عدل و مقنّنہ پر بھی قابض ہو گیا۔ اس کی ستم ظریفی کا یہ عالم ہے کہ وہ زکوۃ جیسے لازمی حکم سے بچنے کی غرض سے سال ختم ہونے سے چند دن پہلے اپنا سرمایہ اپنی بیوی وغیرہ کے نام منتقل کرا دیتا ہے۔ اور اگلے سال پھر مالک رہتا ہے اور جب کبھی حکومت اس جائیداد اور جاگیر کے حصے بخرے کرنے کا سوچتی ہے تو وہ جعلی انتقالات سے جائیداد ادھر ادھر کر دیتا ہے۔ ایسے اشخاص پر حجر و پابندی بے حد ضروری ہے۔ ہم اپنے ملک کی مختصر تاریخ میں زرعی اصلاحات کے نام پر تین مرتبہ (دولتانہ، ایوب اور بھٹو کے ادوار) اس قسم کے جعل و فراڈ سے گزر چکے ہیں۔[۳۰]

ڈاکٹر صاحب مغربی قوانین پر تنقید سے ایک درجہ بڑھ کر ان کے قوانین کے پس منظر اور مغربی فکر و نظر پر بھرپور ڈرون حملے کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

''مغرب کی پوری معیشت دن رات اسی بات کے لیے کوشاں رہتی ہے کہ انسانوں کے دل و دماغ کو نت نئی مادی اور شہوانی خواہشات کی آماج گاہ بنایا جائے۔ اسلامی شریعت اس مغربی تصور کو قبول نہیں کرتی کہ معاشی انسان سے مراد وہ زندہ وجود ہے جس کی زندگی کا مقصد وجود صرف یہ ہو کہ وہ مادی زندگی کا بہتر سے بہتر ہدف اور اعلیٰ سے اعلیٰ سطح حاصل کرے۔ حصول مال، حصول زر اور حصول مادیات کے علاوہ اس کا کوئی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

محرک نہ ہو''۔اس[۳۱]

معاشی میدان میں آپ کی آراء کا خلاصہ ان عنوانات کے تحت سمیٹا جا سکتا ہے۔

1۔ دولت کی وسیع تر تقسیم

2۔ چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کا زیادہ سے زیادہ فروغ

3۔ مشارکہ اور مضاربہ اوران کے تصور پر مبنی نئے طریقوں کا زیادہ سے زیادہ رواج

4۔ بیع مرابحہ اور تورق جیسے طریقوں کا کم سے کم استعمال

5۔ تجارت میں توسیع

6۔ صنعتی میدان میں نمایاں اضافہ

7۔ نادارافراد کے لیے زیادہ سے زیادہ مواقع

8۔ سودی معیشت میں لگی رقم کی نسبت میں کمی کا رجحان

9۔ اسلامی معیشت میں لگائے جانے والے سرمایہ میں نمایاں اضافہ کا رجحان

10۔ ارتکاز دولت میں کمی کا نمایاں رجحان

محاضرات فقہ

فقہی مسالک میں آپ کسی ایک فقہ میں محصور ہونا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ آپ کے خیال میں فقہی باریکیوں کو عام فہم انداز میں عام الناس کے لیے نئے سرے سے ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ یہ کام وہ کا سمو پولیٹن فقہ کے نام سے کرنا چاہتے تھے۔علامہ اقبال، مودودی، اور محمد انور کشمیری کی مشترکہ کاوش وقوع پذیر نہ ہوسکی۔آپ ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے مسلسل منسلک رہے۔قانون اسلامی کو وہ اس شکل میں دیکھنا چاہتے تھے۔

i۔ انتہا پسندی سے گریز

علمی و فقہی اور تعبیر کے اختلاف کو کفر و اسلام کا مسئلہ بنالیا جاتا ہے۔ڈاکٹر غازی اس روش سے اجتناب کی تعلیم دیتے ہیں۔آپ اس رویے کو جہالت سے تعبیر کرتے ہیں۔آپ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے اعمال و افعال مبارکہ میں تنوع کا آنا ہی امت کے لیے باعثِ رحمت ہے صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے سامنے یہ مختلف الجہت کام کیے۔بنو قریظہ کے محلے میں پہنچ کر نماز عصر کی تلقین فرمائی۔جس نے جس حسن نیت سے کام کیا آپ نے اسی کی تائید فرمادی۔مزید فرماتے ہیں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حکم شرعی کی تفسیر میں کسی شخص کی افتادِ طبع، مزاج اور رویے کی گہری تاثیر کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ شریعت کا عمومی و جامع نظام اپنے اندر متنوع قسم کی چیزوں کو سمو لینے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔ القصہ اسلام میں اختلاف آراء مسالک ایک پسندیدہ چیز اور صحت مند سرگرمی قرار پاتی ہے۔ اسی بناء پر روایات میں اہل علم کے اختلاف کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اختلاف افکار و آراء جیسی باعث رحمت چیز کو زحمت نہ بنائیں۔ ۳۲

فقہی مباحث کو سمیٹتے ہوئے آپ نے آسان زبان میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو پیش نظر رکھ کر بیان کیا گیا ہے۔ آپ کے فقہی قانون میں تین اقسام کے مخاطبین ہیں شعبہ قانون و کالت سے تعلق رکھنے والے، علماء و فقہا یا افتاء کی ذمہ داریاں انجام دینے والے تیسرے یونیورسٹیوں اور جدید تعلیم کے اداروں سے وابستہ حضرات یا وہ لوگ جو فقہ اسلامی کا عمومی اور سرسری سا مطالعہ کیا کرتے ہیں۔

ii۔　نظریہ اجتہاد

قانون سازی میں لچک اور زمانے کا ساتھ دینے کی خاطر آپ اجتہاد کے مستقبل کے بارے میں پر امید ہیں اس کے جاری رہنے کے قائل ہیں۔ اس میں نرمی اور اجتماعی اجتہاد کے قائل ہیں۔ آپ سادہ عام فہم اور متفقہ اجتہاد کے نظریہ کے بانی اور پرچارک ہیں۔ اس لیے کہ آج بین الاقوامیت کا دور ہے نئی فقہ یا اجتہاد کی ضرورت ہے۔ جس کو آپ Globalized Fiqh کہتے ہیں۔

آپ کہتے ہیں "آئندہ پچاس سال میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالمگیریت اور اس کے مسائل اور گلوبلائزیشن اور اس کے مسائل فکر کے بنیادی مسائل ہونگے لہٰذا ہماری ذمہ داری آئندہ چند عشروں میں یہ ہے کہ ہم عالمگیریت کی فکری و اخلاقی اساس کا تعین کرنے میں دنیا کی راہنمائی کریں اور دنیا کو مذہب اور معاشرے، مذہب اور تہذیب، مذہب اور ریاست اور مذہب اور معیشت کا بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد دلائیں"۔

خلاصہ کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے موجودہ اسلامی قانون کے اندر بہت سے بگاڑ اور فساد کو ختم کرنے کے لیے مختلف میدانوں میں قانون اسلامی کو نئی جہت عطا کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے معیشت، معاشرت، فقہ، سیرت، سیاست، قانون اجتہاد غرض ہر میدان میں ہماری راہنمائی کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے محاذ پر آپ کو تخلیقی طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ کی سفارشات وتجاویز یقینی طور پر عصرِ حاضر کا نایاب سرمایہ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سینوں اور دفینوں سے نکال کر انھیں روبہ عمل لایا جائے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ندوی، غطریف شہباز، ڈاکٹر، ماہنامہ ''الشریعہ، الشریعہ اکادمی ہاشمی کالونی کنگنی والا گوجرانوالہ، خصوصی شاعت ڈاکٹر محمود احمد غازی، مضمون ''ڈاکٹر محمود احمد غازی فکر ونظر کے چند نمایاں پہلو''، ص ۲۸۸، سال، اشاعت جنوری/فروری ۲۰۱۱ء

۲۔ ایضاً، ص ۲۹۳

۳۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ فقہ، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۵، ص ۵۳۲

۴۔ افضل حیدر سید، اسلامی نظریاتی کونسل، ارتقائی سفر اور کارکردگی، دوست پبلی کیشنز، ۸۸ خیابان سہروردی، اسلام آباد، ۲۰۰۶، ص ۵۲۷

۵۔ اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۲۰۰۶، ص ۳۹۶

۶۔ ایضاً، ص ۳۹۷

۷۔ ایضاً، ص ۴۹۸

۸۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، مسلمانوں کا دینی وعصری نظام تعلیم، الشریعہ اکادمی، گوجرانوالہ، ص ۱۲۵

۹۔ اسلام اور مغرب تعلقات، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۹، ص ۳۴

۱۰۔ اسلامی نظریاتی کونسل، رپورٹ معاشرتی اصلاحات، حکومت پاکستان اسلام آباد، ۱۹۹۳، ص ۳۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۴۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۵۹

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۳۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۴۲

۱۶۔ محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور، ص ۲

۱۷۔ ایضاً، ص ۲۹

۱۸۔ ایضاً، ص ۳۶

۱۹۔ ایضاً، ص ۸۱

۲۰۔ ایضاً، ص ۸۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۰۱

۲۲۔ طلس، محمد اسد، ڈاکٹر، التربیۃ والتعلیم فی الاسلام، بیروت، ۱۹۹۹، ص ۱۲۴

۲۳۔ محاضرات معیشت وتجارت، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸، ص ۱۵۹

۲۴۔ ایضاً، ص ۵۱، ۵۲

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۱۸، ۱۱۹

۲۶۔ ایضاً، ص ۲۷۴

۲۷۔ ایضاً، ص ۳۱۴

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۸۱

۲۹۔ علوی، سعید الرحمٰن، اسلامی حکومت کا فلاحی تصور، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸، ص ۱۳۸۔۱۴۰

۳۰۔ محاضرات معیشت وتجارت، ص ۹۲

۳۱۔ محاضرات حدیث، ص ۲۵۲، ۴۷۹، ۴۸۰

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.